نقد واستدراک

مفقود سیرتِ ابن اسحاق اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ

——————— پروفیسر سید احتشام احمد ندوی

سہ ماہی تحقیقات اسلامی اپریل- جون ۲۰۱۲ء میں پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی کا مقالہ 'امام ابن اسحاق- شاہ ولی اللہ کے اہم ترین ماخذ سیرت' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس سلسلے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

اس مقالہ کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ جو کتاب ناپیدا اور گردش زمانہ کی نذر ہوچکی ہے اس کا تذکرہ دست یاب کتاب کی حیثیت سے کیا گیا ہے اور اسے ماخذ قرار دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (م۲۰۰۲ء) نے سیرت ابن اسحاق کے جو چند اجزاء شائع کیے ہیں ان میں غزوۂ احد تک کا بیان ہے۔انھوں نے لکھا ہے:

> ''رفتہ رفتہ یہ کتاب ناپید ہوتی گئی ، یہاں تک کہ اس کا ایک بھی نسخہ دنیا میں موجود نہ رہا۔ بہرحال تلاش بسیار کے بعد ابن اسحاق کی اصل کتاب کے کچھ اجزاء دست یاب ہوئے ہیں''۔(سیرت ابن اسحاق، تحقیق وتعلیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ ،اردو ترجمہ نور الٰہی ایڈوکیٹ ،ملی پبلی کیشن نئ دہلی، ۲۰۰۹ء،ص ۴۵۹)

ڈاکٹر حمید اللہ نے تلاش وتحقیق سے دو کتب خانوں (مکتبہ قزوین رباط اور مکتبہ ظاہریہ دمشق) سے کتاب کے چند اجزا بیسویں صدی میں دریافت کرکے شائع کردیے، مگر شاہ ولی اللہ دہلوی کو تو یہ کتاب اور اس کے اجزاء بھی نہ مل سکے ہوں گے۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صاحب کو بھی اس حقیقت کا احساس ہے، چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں:

’’حضرت شاہ صاحب کے زمانے میں امام ابن اسحاق کی سیرت رسولﷺ یا السیرۃ النبویۃ کا اصل نسخہ دست یاب وموجود تھا بھی یا نہیں؟ یا دوسرے اہل علم کی مانند صرف امام ابن ہشام کی تہذیب وتلخیص سیرۃ ابن اسحاق سے انھوں نے مواد لیا ہے؟ یہ تحقیق طلب ہے‘‘۔ (تحقیقات اسلامی، اپریل- جون۲۰۱۲ء، ص۳۱)

لیکن دوسری طرف وہ اس کا تذکرہ ایک دست یاب کتاب کی حیثیت سے کرتے ہیں:

’’سیرت وحدیث کے اس مایہ ناز امام وقت کا رجحان ساز افتخار یہ بھی ہے کہ وہ اولین دست یاب کتابِ سیرت کے عظیم مؤلف ہیں۔ ان کے پیش روؤں اور بزرگ معاصروں میں متعدد اہل فن نے اپنے اپنے زمانے میں کتبِ سیرت تالیف کی تھیں، لیکن وہ اتنی جامع، ہمہ گیر اور مفصل ومدلل نہ تھیں اور وہ وقت اور زمانہ کے تخریب کن دھاروں کا شکار ہوکر نابود ہوگئیں‘‘۔ (تحقیقات اسلامی، حوالہ سابق، ص۱۹)

یہ ڈاکٹر صاحب کی تضاد بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟!

اہل علم جانتے ہیں کہ ابن ہشام نے سیرۃ ابن اسحاق کی تخلیص وتہذیب کی ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ پورا نکال دیا ہے، جہاں سے رسول اللہﷺ کا ذکر تھا وہ باقی رکھا ہے۔ پھر اس میں اپنی طرف سے بہت سے اضافے کیے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کا ذکر اس نے واضح طور سے الزیادات/ زیادۃ علی السیرۃ کے فقرے سے کیا ہے۔ اس کے علاوہ کہیں کہیں انھوں نے ’قال ابن ہشام، قال ابن اسحاق‘ لکھ کر ابن اسحاق کے اقتباسات درج کیے ہیں۔ اگر ڈاکٹر صدیقی صاحب محنت کریں اور ان اقوال کو جمع کردیں جو ابن ہشام نے ابن اسحاق کے نقل کیے ہیں، پھر ان اقوال کے اثرات شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے یہاں دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ شاہ صاحب پر ابن اسحاق کے کتنے اثرات پڑے ہیں۔ مگر انھوں نے تو خود ہی لکھ دیا ہے کہ ’’سیرت نبوی کے بیان میں شاہ ولی اللہ نے سیرۃ ابن اسحاق کا ایک حوالہ بھی نہیں دیا ہے‘‘۔ (تحقیقات اسلامی، حوالہ سابق، ص۳۱)

ایک بات اور غور کرنے کی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ موطا امام مالک کے عاشق ہیں۔ اس کی تمام احادیث ثلاثی ہونے کے باعث وہ اسے صحیح بخاری و صحیح مسلم کے برابر قرار دیتے ہیں۔ اس کی انھوں نے دو شرحیں لکھی ہیں، ایک عربی میں (مسویٰ) اور دوسری فارسی میں (مصفیٰ) اور امام مالک کا حال یہ ہے کہ وہ ابن اسحاق کو دجّال قرار دیتے اور کذّاب بتاتے ہیں۔ دونوں کی باہمی چپقلش کا پس منظر یہ ہے کہ ابن اسحاق امام مالک کو ذی اصبح کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تصور کرتے تھے، جب کہ امام مالک خود کو حمیر کی شاخ اصبح سے سمجھتے تھے۔ امام مالک نے موطا لکھی تو ابن اسحاق نے کہا: **إئتونی به فانا بیطارہ** (اسے میرے پاس لاؤ، اس کا پارکھ تو میں ہوں) یہ بات امام مالک تک پہنچی تو انھوں نے فرمایا: **ھذا دجّال من الدجاجلة، یروی عن الیھود** (یہ تو دجّالوں میں سے ہے، یہودیوں سے روایت کرتا ہے)۔ (سیرت ابن اسحاق، حوالہ سابق، محاکمہ از ڈاکٹر حمید اللہ، ص ۲۸۷) ڈاکٹر صدیقی نے اس کی طرف ہلکا سا اشارہ کردیا ہے۔ ضرورت تھی کہ اس پر تفصیل سے اظہار خیال کرتے۔

ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے:

> ''سیرت ابن اسحاق اپنے عہد سے آج تک سیرت نبوی کا سب سے بڑا ماخذ و مرجع رہی ہے اور اس سے کسی صاحب علم کو ذرا بھی مفر نہیں''۔ (ص ۱۹-۲۰)

یہ بیان سراسر غلط ہے۔ جو کتاب ناپید ہو وہ ماخذ کیسے بن سکتی ہے؟ اسی بنا پر شاہ ولی اللہؒ نے بیانِ سیرت میں ابن اسحاق کا ذکر ہی نہیں کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ کتاب موجود ہی نہ تھی۔

ایک اور بات اہل علم کے درمیان کم معروف ہے، وہ یہ کہ ابن اسحاق کی سیرت پر دو کتابیں تھیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے:

> ''ابن اسحاق نے الکتاب الکبیر لکھی۔ خلیفہ مہدی نے ان سے کہا کہ آپ نے بڑی طویل کتاب لکھی ہے، اس کو مختصر کردیجیے۔ تو یہ کتاب مختصر ہے۔ مگر الکتاب الکبیر امام سہیلی کے پاس موجود تھی اور وہ اس سے اقتباس لیتے تھے۔ یہ چھوٹی اور بڑی

کتاب امیر المومنین کے کتب خانے میں رکھ دی گئی‘‘۔(محاکمہ، ص۴۸۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحاق نے پہلے الکتاب الکبیر لکھی، جس کو سہیلی نے اپنے سامنے رکھا ہے۔ دوسری کتاب میں انھوں نے اس کا اختصار پیش کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ابن ہشام نے الکتاب الکبیر کو اپنے سامنے رکھا ہے یا اس کے خلاصے کو۔ ڈاکٹر یٰسین مظہر صاحب نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر دیا ہے اور ان کی طرف مطلق اشارہ نہیں کیا ہے۔

مولانا سید جلال الدین عمری کی دو اہم تصانیف

غیر اسلامی ریاست اور مسلمان

کسی غیر اسلامی ریاست میں مسلم اقلیت کا کیا موقف ہونا چاہئے اور اسلام نے اس سلسلے میں کیا ہدایات دی ہیں؟ یہ دورِ حاضر کا ایک اہم سوال ہے، اس کتاب میں اس کا مدلّل جواب فراہم کیا گیا ہے اور ان اعتراضات کا بھرپور رد کیا گیا ہے جو اس موضوع پر کیے جاتے ہیں۔ دین پر استقامت، عدل کا قیام، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، انسانی حقوق کا احترام، دفاع اور انتقام کا حق اور اس کی معنویت اور مطلوبہ دینی و اخلاقی کردار جیسے عنوانات پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔

صفحات: ۶۴ قیمت: =/۲۵ روپئے

اسلام اور مشکلاتِ حیات

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر مشکلات اور مصائب کیوں آتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملّی اور اجتماعی، شخصی اور انفرادی مشکلات سے کیوں گزارا جاتا ہے؟ امراض، جسمانی تکالیف، مالی مشکلات، حادثات اور صدمات میں ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہئے؟ مرض اور مشکلاتِ حیات میں خودکشی کیوں ناجائز ہے؟ مرض کی شدّت میں کسی کی جان کیوں نہیں لی جاسکتی؟ یہ کتاب قرآن وحدیث کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات فراہم کرتی ہے۔ مؤثر اندازِ بیان، دل نشیں بحث اور علمی اسلوب۔

طبع جدید، صفحات: ۴۸ قیمت =/۲۵ روپئے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۲

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵